

اسلام ہی اصل تہذیب ہے

<?xml encoding="UTF-8">

اسلام صرف دو قسم کے معاشروں کو جانتا ہے۔ ایک اسلامی معاشرہ اور دوسرا جاہلی معاشرہ۔ اسلامی معاشرہ وہ ہے جس میں انسانی زندگی کی زمامِ قیادت اسلام کے ہاتھ میں ہو۔ انسانوں کے عقائد و عبادات پر، ملکی قانون اور نظامِ ریاست پر، اخلاق و معاملات پر غرضیکہ زندگی کے ہر پہلو پر اسلام کی عملداری ہو۔ جاہلی معاشرہ وہ ہے جس میں اسلام عملی زندگی سے خارج ہو۔ نہ اسلام کے عقائد و تصورات اُس پر حکمرانی کرتے ہوں، نہ اسلامی اقدار اور ردّو قبول کے اسلامی پیمانوں کو وہاں برتری حاصل ہو، نہ اسلامی قوانین و ضوابط کا سکّہ رواں ہو اور نہ اسلامی اخلاق و معاملات کسی درجہ فوقیت رکھتے ہوں

اسلامی معاشرہ وہ نہیں ہے جو "مسلمان" نام کے انسانوں پر مشتمل ہو، مگر اسلامی شریعت کو وہاں کوئی قانونی پوزیشن حاصل نہ ہو۔ ایسے معاشرے میں اگر نماز روزے اور حج کا اہتمام موجود بھی ہو تو بھی وہ اسلامی معاشرہ نہیں ہوگا، بلکہ وہ ایک ایسا معاشرہ ہے جو خدا اور رسول کے احکام اور فیصلوں سے آزاد ہو کر اپنے مطالبہ نفس کے تحت اسلام کا ایک جدید ایڈیشن تیار کر لیتا ہے اور اُسے۔۔۔ برسبیلِ مثال۔۔۔ "ترقی پسند اسلام" کے نام سے موسوم کر لیتا ہے!

جاہلی معاشرہ مختلف بھیس بدلتا رہتا ہے، جو تمام کے تمام جاہلیت ہی سے ماخوذ ہوتے ہیں۔ کبھی وہ ایک ایسے اجتماع کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے، جس میں اللہ کے وجود کا سرے سے انکار کیا جاتا ہے اور انسانی تاریخ کی مادی اور جدلی تعبیر (Interpretational Dialectual) کی جاتی ہے اور "سائنٹیفک سوشلزم" کو نظامِ زندگی کی حثیت سے عملی جامعہ پہنایا جاتا ہے۔ وہ کبھی ایک ایسی جمعیت کے رنگ میں نمودار ہوتا ہے جو خدا کے وجود کی تو منکر نہیں ہوتی، لیکن اُس کی فرماں روائی اور اقتدار کو صرف آسمانوں تک محدود رکھتی ہے۔ رہی زمین کی فرماں روائی تو اس سے خدا کو بے دخل رکھتی ہے۔ نہ خدا کی شریعت کو نظامِ زندگی میں نافذ کرتی ہے ، اور نہ خدا کی تجویز کردہ اقدارِ حیات کو جسے خدا نے انسانی زندگی کے لیے ابدی اور غیر متغیر اقدار ٹھہرایا ہے فرماں روائی کا منصب دیتی ہے۔ وہ لوگوں کو یہ اجازت تو دیتی ہے کہ وہ مسجدوں، کلیساؤں اور عبادت گاہوں کی چار دیواری کے اندر خدا کی پوجا پاٹ کر لیں، لیکن یہ گوارہ نہیں کرتی کہ لوگ زندگی کے دوسرے پہلوؤں کے اندر بھی شریعتِ الہی کو حاکم بنالیں۔ اس لحاظ سے وہ جمعیت تختہ زمین پر خدا کی الوہیت کی باغی ہوتی ہے کیونکہ وہ اُسے عملی زندگی میں معطل کر کے رکھ دیتی ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا صریح فرمان ہے: وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌ (وہی خدا ہے جو آسمان میں بھی الہ ہے اور زمین میں بھی)۔ اس طرزِ عمل کی وجہ سے یہ معاشرہ اللہ کے اس پاکیزہ نظام کی تعریف میں نہیں آتا جسے اللہ تعالیٰ نے آیت ذیل میں "دینِ قیّم" سے تعبیر فرمایا ہے:

حکم صرف اللہ کا ہے۔ اُسی کا فرمان ہے کہ اُس کے سوا کسی کی بندگی نہ کی جائے۔ یہی دینِ قیّم (ٹھیٹھ سیدھا طریقِ زندگی) ہے۔ (یوسف: 84)

یہی وہ اجتماعی طرزِ عمل ہے جس کی وجہ سے یہ معاشرہ بھی جاہلی معاشروں صف میں شمار ہوتا ہے۔ چاہے وہ لاکھ اللہ کے وجود کا اقرار کرے اور لوگوں کو مسجدوں اور کلیساؤں اور صوامع کے اندر اللہ کے اگے مذہبی مراسم کی ادائیگی سے نہ روکے۔)

صرف اسلامی معاشرہ ہی مہذب معاشرہ ہے۔

آغاز میں ہم اسلامی معاشرہ کی جو تعریف کر آئے ہیں اُس کی بنا پر یہ کہنا ہے جا نہ ہوگا کہ صرف اسلامی معاشرہ ہی درحقیقت "مہذب معاشرہ" ہے۔ جاہلی معاشرے خواہ جس رنگ اور روپ میں ہوں بنیادی طور پر پسماندہ اور غیر مہذب معاشرے ہوتے ہیں۔ اس اجمال کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ میں نے اپنی زیر طبع کتاب کا اعلان کیا اور اُس کا نام رکھا: "نحو مجتمع اسلامی متحضر" (مہذب اسلامی معاشرہ)۔ لیکن اگلے اعلان میں میں نے "مہذب" کا لفظ حذف کر دیا اور اس کا نام صرف "اسلامی معاشرہ" رہنے دیا۔ اس ترمیم پر ایک الجزائری مصنف کی جو فرانسیسی زبان میں لکھتے ہیں نظر پڑی اور انہوں نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس تبدیلی کا محرک وہ نفسیاتی عمل ہے جو اسلام کی مدافعت کے وقت ذہن پر اثر انداز ہوتا ہے۔ موصوف نے افسوس کا اظہار کیا کہ یہ عمل جو ناپختگی کی علامت ہے مجھے اصل مشکل کا حقیقت پسندانہ سامنا کرنے سے روک رہا ہے۔ میں اس الجزائری مصنف کو معذور سمجھتا ہوں۔ میں خود بھی پہلے اُنہی کا ہم خیال تھا۔ اور جب میں نے پہلی مرتبہ اس موضوع پر قلم اٹھایا تو اُس وقت میں بھی اُسی انداز پر سوچ رہا تھا جس انداز پر وہ آج سوچ رہے ہیں۔ اور جو مشکل آج اُنہیں درپیش ہے وہی مشکل اس وقت مجھے خود درپیش تھی۔ یعنی یہ کہ "تہذیب کسے کہتے ہیں" اُس وقت تک میں نے اپنی اُن علمی اور فکری کمزوریوں سے نجات نہیں پائی تھی جو میری ذہنی اور نفسیاتی تعمیر میں رچ بس چکی تھیں۔ ان کمزوریوں کا ماخذ مغربی لٹریچر اور مغربی افکار و تصورات تھے جو بلاشبہ میرے اسلامی جذبہ و شعور کے لیے اجنبی تھے، اور اُس دور میں بھی وہ میرے واضح اسلامی رجحان اور ذوق کے خلاف تھے۔ تاہم ان بنیادی کمزوریوں نے میری فکر کو غبار الود اور اُس کے پاکیزہ نقوش کو مسخ کر رکھا تھا۔ تہذیب کا وہ تصور جو یورپی فکر میں پایا جاتا ہے میری آنکھوں میں سما یا رہتا تھا، اس نے میرے ذہن پر پردہ ڈال رکھا تھا اور مجھے نکھری ہوئی اور حقیقت رسا نظر سے محروم کر رکھا تھا۔ مگر بعد میں اصل تصویر نکھر کر میرے سامنے آگئی اور مجھ پر یہ راز کھلا کہ اسلامی معاشرہ ہی دراصل مہذب معاشرہ ہوتا ہے۔ میں نے اپنی کتاب کے نام پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس میں لفظ "مہذب" زائد ہے۔ اور اس سے مفہوم میں کسی نئی چیز کا اضافہ نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ لفظ الٹا قاری کے احساسات پر اُس اجنبی فکر کی پرچھائیاں ڈال دے گا جو میرے ذہن پر بھی چھائی رہی ہیں اور جنہوں نے مجھے صحت مندانہ نگاہ سے محروم کر رکھا تھا۔

اب موضوع زیر بحث یہ ہے کہ "تہذیب کسے کہتے ہیں؟"۔ اس حقیقت کی وضاحت ناگزیر ہوتی ہے۔ جب کسی معاشرے میں حاکمیت صرف اللہ کے لیے مخصوص ہو، اور اس کا عملی ثبوت یہ ہو کہ اللہ کی شریعت کو معاشرے میں برتری حاصل ہو تو صرف ایسے معاشرے میں انسان اپنے جیسے انسانوں کی غلامی سے کامل اور حقیقی آزادی حاصل کرسکتے ہیں۔ اسی کامل اور حقیقی آزادی کا نام "انسانی تہذیب" ہے۔ اس لیے کہ انسان کی تہذیب ایک ایسا بنیادی ادارہ چاہتی ہے جس کی حدود میں انسان مکمل اور حقیقی آزادی سے سرشار ہو اور معاشرے کا ہر فرد غیر مشروط طور پر انسانی شرف و فضیلت سے متمتع ہو۔ اور جس معاشرے کا ہر فرد کا یہ حال ہو کہ اُس میں کچھ لوگ رب اور شارع بنے ہوں اور باقی اُن کے اطاعت کیش غلام ہوں، تو ایسے معاشرے میں انسان کو بحیثیت انسان کوئی آزادی نصیب نہیں ہوتی اور نہ وہ اُس شرف و فضیلت سے ہمکنار ہو سکتا ہے جو لازمہ انسانیت ہے۔

یہاں ضمناً یہ نکتہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ قانون کا دائرہ صرف قانونی احکام تک محدود نہیں ہوتا، جیسا

کہ آج کل لفظ شریعت کے بارے میں لوگوں کے ذہنوں میں محدود اور تنگ مفہوم پایا جاتا ہے۔ بلکہ تصورات، طریقہ زندگی، اقدار حیات، ردو قبول کے پیمانے، عادات و روایات یہ سب بھی قانون کے دائرے میں آتے ہیں۔ اور افراد پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگر انسانوں کا ایک مخصوص گروہ یہ سب بیڑیاں یا دباؤ کے اسالیب ہدایت الہی سے بے نیاز ہو کر تراش لے اور معاشرے کے دوسرے افراد کو ان میں مقید کر کے رکھ دے تو ایسے معاشرے کو کیوں کر آزاد معاشرہ کہا جاسکتا ہے۔ یہ تو ایسا معاشرہ ہے جس میں بعض افراد کو مقام ربوبیت حاصل ہے اور باقی لوگ ان ارباب کی عبودیت میں گرفتار ہیں۔ اس وجہ سے یہ معاشرہ پسماندہ معاشرہ شمار ہوگا یا اسلامی اصطلاحوں میں اُسے جاہلی معاشرہ کہیں گے۔

صرف اسلامی معاشرہ ہی وہ منفرد اور یکتا معاشرہ ہے جس میں اقتدار کی زمام صرف ایک الہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اور انسان اپنے ہم جنسوں کی غلامی کی بیڑیاں کاٹ کر صرف اللہ کی غلامی میں داخل ہوجاتے ہیں۔ اور یوں وہ کامل اور حقیقی آزادی سے جو انسان کی تہذیب کا نقطہ ماسکہ ہے ، بہرہ ور ہوتے ہیں۔ اس معاشرے میں انسانی فضیلت و شرف اسی حقیقی صورت میں نورافگن ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے تجویز فرمائی ہے۔ اس معاشرے میں انسان ایک طرف زمین پر اللہ کی نیابت کے منصب پر سرفراز ہوتا ہے، اور دوسری طرف ملاءاعلیٰ میں اس کے لیے غیر معمولی اعزاز اور مرتبہ بلند کا اعلان بھی ہوجاتا ہے ۔

اسلامی معاشرہ اور جاہلی معاشرہ کی جوہری خصوصیات

جب کسی معاشرے میں انسانی اجتماع اور مدنیت کے بنیادی رشتے عقیدہ ، تصور ، نظریہ اور طریق حیات سے عبارت ہوں اور اُن کا ماخذ و منبع صرف ایک الہ ہو اور انسان نیا بت کے درجہ پر سرفراز ہو۔ اور یہ صورت نہ ہو کہ فرمانروائی کا سرچشمہ زمینی ارباب ہوں اور انسان کے گلے میں انسان کی غلامی کا طوق پڑا ہو۔۔۔۔ بلکہ اس کے برعکس انسان صرف ایک خدا کے بندے ہوں تو تبھی ایک ایسا پاکیزہ انسانی اجتماع وجود میں آسکتا ہے، جو ان تمام اعلیٰ خصائص کی جلوہ گاہ ہوتا ہے جو انسان کی روح اور فکر میں ودیعت ہیں۔ لیکن اس کے برعکس اگر معاشرے کے اندر انسانی تعلقات کی بنیاد رنگ و نسل، اور قوم و ملک اور اسی نوعیت کے دوسرے رشتوں پر رکھی گئی ہو تو ظاہر ہے کہ یہ رشتے زنجیر ثابت ہوتے ہیں اور انسان کے اعلیٰ خصائص کو ابھرنے کا موقع نہیں دیتے۔ انسان رنگ و نسل اور قوم و وطن کی حد بندیوں سے آزاد رہ کر بھی انسان ہی رہے گا مگر روح اور عقل کے بغیر وہ انسان نہیں رہ سکتا۔ مزید براں یہ کہ وہ اپنے عقیدہ و تصور اور نظریہ حیات کو اپنے آزاد ارادے سے بدلنے کا اختیار بھی رکھتا ہے ، مگر اپنے رنگ اور اپنی نسل میں تبدیلی پر قادر نہیں ہے، اور نہ اس بات کی اُسے قدرت حاصل ہے کہ وہ کسی مخصوص قوم یا مخصوص وطن میں اپنی پیدائش کا فیصلہ کرے۔ لہذا یہ ثابت ہوئی کہ وہ معاشرہ جس میں انسانوں کا اجتماع ایک ایسی بات پر ہو جس کا تعلق اُن کی آزاد مرضی اور اُن کی پسند سے ہو وہی معاشرہ نور تہذیب سے منور ہے۔ اس کے برعکس وہ معاشرہ جس کے افراد اپنے انسانی ارادے سے ہٹ کر کسی اور بنیاد پر مجتمع ہوں، وہ پسماندہ معاشرہ ہے۔ یا اسلامی اصطلاح میں وہ جاہلی معاشرہ ہے۔